INTERNATIONAL RESEARCH JOURNAL OF ARABIC AND ISLAMIC STUDIES

The International Research Journal of Arabic and Islamic Studies is an international, peer-reviewed, open access, academic journal. It is also the world's most widely read journal in the field of Arabic, Islamic and Middle Eastern Studies.

The main aim of the journal is to promote the study of history, language, literature and culture through the publication of research articles in the field of Arabic, Islamic and Middle Eastern Studies.

Chief Editor: **Dr. Lubna Farah**
ISSN P: **2789-4002**
ISSN E: **2789-4010**
Frequency: **Bi Annual**
Publisher: **Right Educational and Academic Learning**

Articles sent for publication in International Research Journal of Arabic and Islamic Studies go through an initial editorial screening followed by a double-blind peer review. The Editorial Board of the Journal is responsible for the selection of reviewers based on their expertise in the relevant field. All the papers will be reviewed by external reviewers (from outside the organization of journal).

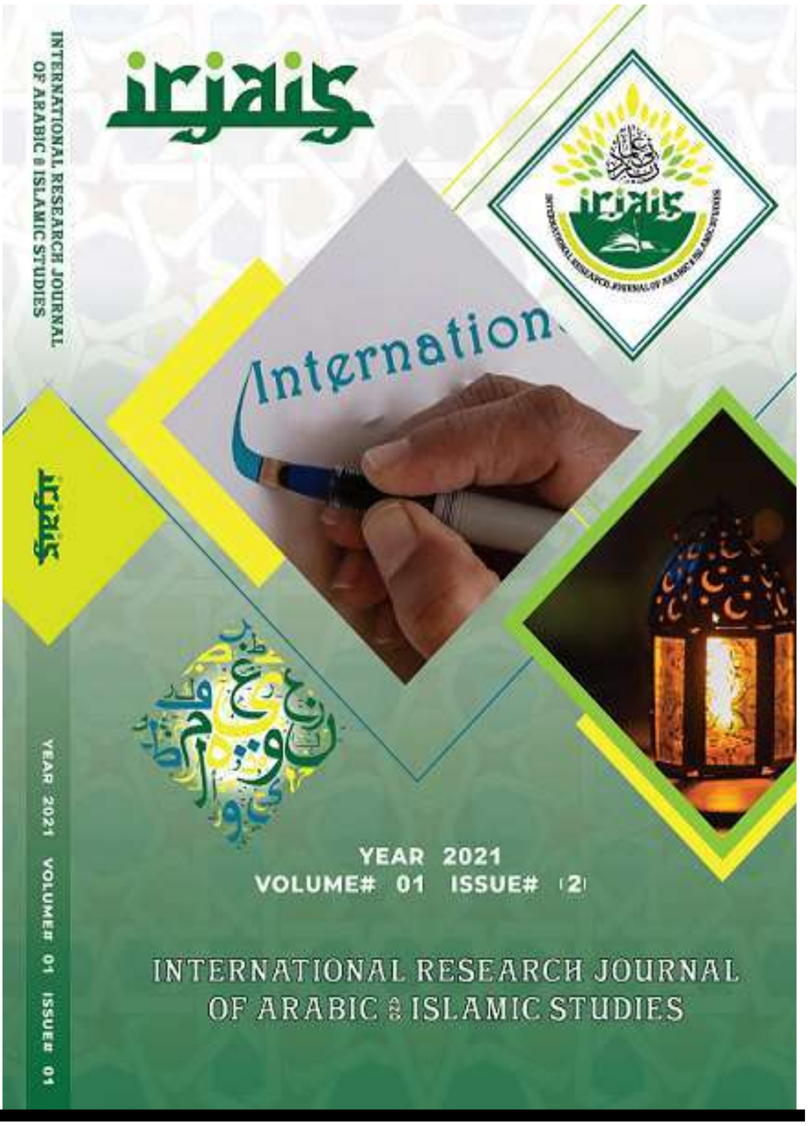

TOPIC

خانوادہ مولانا نورانی:احوال وآثار

FAMILY OF MAULANA NOORANI

AUTHORS

محمد حارث بھاٹی

HOW TO CITE

Bhati, H. (2021). FAMILY OF MAULANA NOORANI: خانوادہ مولانا نورانی: احوال وآثا ر. International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, 1(2), 31–49. Retrieved from https://irjais.com/index.php/irjais/article/view/11

خانوادہ مولانا نورانی: احوال وآثار

محمد حارث بھائی

Abstract:

Allama Maulana Shah Ahmed Noorani belongs to one of the respectable educated family of sub-continent Indo-Pak. His family has been involved lineally in religious guidance of Muslims and kept involved in amelioration of Muslim Ummah. Even before establishment of Pakistan his ancestors has been serving different countries in academic, literature, political and social sectors. For the creation of Pakistan his father Maulana Abdul Aleem Siddiqui, his uncle Maulana Nazeer Ahmed Khajandi and he himself participated with heart and soul. His father Moulana Abdul Aleem Siddiqui has come across several homiletic visits in number of countries and keep informed about the malicious conspiracies of skeptic Qadyanis and completely rejected Qadyani deism at every platform. After the death of his beloved father he has extended mission of homiletic preaching of religion (Islam).

Keywords: Amelioration, Ancestors, Homiletic, Malicious Conspiracies, Deism, Preaching.

تعارف:

علامہ شاہ احمد نوارنی ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ بمطابق ۳۱ مارچ ۱۹۲۶ء کو بھارت کی ریاست اتر پر دیش کے شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔۱ میرٹھ اتر پر دیش کا قدیم اور تاریخی شہر ہے پہلے قدیم نام میر اشٹر اور عشق آباد بھی تھا جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء کی ابتداء اسی شہر سے ہوئی تھی۔۲ آپ کے آباؤاجداد نے عرب سے آکر اس مشہور شہر میرٹھ میں سکونت اختیار کی اور قاضی القضاۃ کی ذمہ داریاں سنبھالی۔۳ علامہ شاہ احمد نورانی مسلکاً بریلوی سنی العقیدہ اور نجیب الطرفین تھے یعنی والد اور والدہ دونوں کی طرف سے آپکا سلسلہ حسب و نسب حضرت ابو بکر صدیق سے جاملتا ہے۔۴ والد مولانا عبد العلیم صدیقی، خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق کی ۳۸ ویں پشت سے تھے ۔(۵) آپ کی والدہ ماجدہ کا شجرہ ۳۰ویں پشت میں سیدنا ابو بکر صدیق سے ملتا ہے۔(۶) حسب روایتِ قدیم چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں آپکا مکتب میں داخلہ کرایا گیا محض آٹھ سال کی عمر میں آپ نے کلام پاک مع تجوید حفظ کرلیا۔ جامعہ عربیہ اسلامیہ میرٹھ میں صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی اور دیگر اساتذہ کرام سے درس نظامی کی تحصیل کی بعد ازاں الٰہ آباد (میرٹھ) سے گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔۷

مولانا نورانی ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے اپنے عہد کے علماء میں مولانا نورانی کو جو امتیاز حاصل ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے دینی و سیاسی ہر دو محاذ پر اپنا بھرپور کردار ادا کیا آپ نہ صرف ایک عالم دین بلکہ بہترین مدبّر اور ایک حقیقی سیاستدان بھی تھے اپنے عہد کے دینی و سیاسی افکار و نظریات پر مولانا نورانی کی گہری نظر تھی۔

حضرت مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی:

حضرت مولانا شاہ عبد الحکیم جوش صدیقی، قائدِ ملت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے جدِ امجد ہیں آپ ۱۳' جمادی الاخری ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۷' اکتوبر ۱۸۳۴ء بروز جمعۃ المبارک کو حضور شیخ پیر بخشؒ کے یہاں پیدا ہوئے۔ مولانا عبد الحکیم صدیقی نے طویل عرصے تک میرٹھ کی شاہی مسجد "التمش" میں امامت اور خطیب کا فریضہ انجام دیا مولانا عظیم المرتبت عالم دین اور اعلیٰ پائے کے شاعر تھے "جوش" اور "حکیم" تخلص فرماتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی کو حضرت سیدنا سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی سے بیعت خلافت حاصل ہوئی بعد ازاں حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی عرف اشرفی میاں اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جیسی عظیم ہستیوں سے بھی شرفِ خلافت حاصل ہوا۔ حضرت اشرفی میاں نے مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی کو "حکیم اللہ شاہ" کے خطاب سے نوازا تھا۔۸ آپ نے متعدد حمد باری تعالیٰ و نعت رسولِ مقبول شریف تحریر فرمائی ہیں۔ مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی کا وصال ۱۹۰۴ء کو میرٹھ ہندوستان میں ہوا۔۹ مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی میرٹھی کی قبر مبارک میرٹھ میں چشتی پہلوان شاہ کے احاطے میں واقع ہے۔۱۰ مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی کے سات صاحبزادے تھے جن کے نام درجِ ذیل ہیں۔

- مولانا صدیق احمد صدیقی
- مولانا خلیل الرحمن صدیقی
- مولانا حمید الدین صدیقی
- مولانا شاہ احمد مختار صدیقی
- مولانا محمد بشیر صدیقی
- علامہ مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی
- مولانا عبد العلیم صدیقی

مولانا محمد اسماعیل میرٹھی:

حضرت مولانا محمد اسماعیل میرٹھی ۱۲' نومبر ۱۸۴۴ء میں شہر میرٹھ میں حضور شیخ پیر بخش کے یہاں پیدا ہوئے آپ مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی کے برادرِ اصغر ہیں قدیم دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم گھر پر ہی اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور استاد مرزا رحیم بیگ سے اعلی تعلیم حاصل کی موصوف میرٹھ کے مشہور زمانہ استاد گزرے ہیں مولانا محمد اسماعیل میرٹھی کو شاعری سے گہرا لگاؤ تھا آپ نے عدیم المثال طرز میں بچوں کے لئے کئی نظمیں اور کتابیں لکھی جسے بچے بخوبی پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔۱۱

مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی:

مولانا شاہ احمد نورانی کے والد ماجد مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ بمطابق ۳' اپریل ۱۸۹۲ء بروز اتوار میرٹھ میں مشہور و معروف نعت گو شاعر اور صوفی عالم دین مولانا شاہ عبد الحکیم کے یہاں پیدا ہوئے۔ مولانا بچپن ہی سے ذہین اور محنتی تھے محض ۴ سال کی عمر میں کلام پاک کی ناظرہ میں تکمیل فرمائی۔۱۲ ۷ سال کی عمر میں کلام پاک مع تجوید حفظ کیا اردو، عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم والد مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی سے حاصل کی۔ ۱۹۰۴ء میں جب آپ کی عمر ۱۲ سال ہوئی آپ کے والد اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔ والد کے انتقال کے بعد آپ کی کفالت و تعلیم و تربیت کا ذمہ برادر

بزرگ مولانا شاہ احمد مختار صدیقی اور والدہ ماجدہ نے نبھایا۔ درسِ نظامی سے فراغت کے بعد آپ اپنے بڑے بھائی مولانا شاہ احمد مختار صدیقی سے بیعت ہوئے ۔۱۳؎ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے میرٹھ کی مشہور دینی و علمی درسگاہ مدرسہ عربیہ قومیہ میں داخلہ لیا اور ۱۶ برس کی عمر میں درس نظامی امتیازی حیثیت سے پاس کیا اور علوم جدیدہ کی طرف متوجہ ہوئے ۱۹۱۳ء میں اٹاوہ ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور بعد ازاں ڈویژنل کالج میرٹھ سے بی اے کی ڈگری ۱۹۱۷ء میں حاصل کی۔ ۱۴؎

مولانا عبد العلیم جادو بیاں اور شعلہ نوا مقرر و خطیب تھے آپ نے اپنی زندگی کی پہلی تقریر ۹ سال کی عمر میں جامع مسجد میرٹھ میں محفلِ میلاد کے موقع پر کی جسے سن کر سامعین حیرت زدہ تھے۔ ۱۵؎ آپ کی انہی خداداد صلاحیتوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے میرٹھ میں دورانِ تعلیم آل برما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کے لئے مولانا عبد العلیم صدیقی کو منتخب کیا گیا اس کانفرنس میں آپ نے جو معرکتہ آلارا خطبہ صدارت دیا وہ برما اور سیلون کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر گیا اور آپکی علمی شخصیت یہاں اور دیگر ممالک میں کسی تعارف کی محتاج نہ رہی اور یہ تقاریر مستقبل کے تبلیغی مشن کے لیے بنیاد و اساس بن گئیں ۔۱۶؎

آپ کی روحانی تربیت والد ماجد مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی، برادر محترم مولانا شاہ احمد مختار صدیقی، حضرت پیر سید علی حسین شاہ محدث کچھوچھوی، اور امام اہل سنّت مولانا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی جیسے عظیم المرتبت بزرگوں اور ان کے علاوہ مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ اور لیبیا کے صوفی بزرگ حضرت شیخ السنوسی نے کی اور بعد ازاں امام احمد رضا خان فاضل بریلوی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۷؎

مولانا کا خاندان وہ واحد خانوادہ ہے جس میں ایک ہی خاندان کے تین بھائیوں کو امام احمد رضا خان سے خلافت حاصل ہوئی۔ امام احمد رضا خان، مولانا عبد العلیم میرٹھی کو محبت و شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جسکا اظہار انہوں نے اپنے تلامذہ میں خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے کچھ اسطرح کیا۔

عبد علیم کے علم کو سن کر
جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں"۔ ۱۸؎

مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کو بھی اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سے بے لوث محبت و عقیدت تھی جسکا اظہار انہوں نے ۱۹۱۹ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت کی غرض سے حجازِ مقدسہ کے سفر سے واپسی پر اعلیٰ حضرت کی شان میں منقبت لکھ کر کیا جسکا لفظ بہ لفظ اپنے پیر و مرشد سے عقیدت و محبت کا اظہار کرتا ہے۔ جس کا مقطع درج ذیل ہے:

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو۔ ۱۹؎

اس منقبت کو سن کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے مولانا عبد العلیم صدیقی سے فرمایا کہ:

"مولانا آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟ آپ دیار پاک سے تشریف لا رہے ہیں، یہ عمامہ تو آپکے قدموں کے بھی لائق نہیں، البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جبہ ہے وہ حاضر کئے دیتا ہوں" ۔۲۰؎

امام احمد رضا خان صاحب کی اس عنایت سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کو اپنے مرید خاص مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میر ٹھی سے کس قدر محبت و شفقت تھی۔ آپ نے جبہ مرحمت فرمانے کے بعد مولانا کو خلافت سے بھی سرفراز کیا۔۲۱ اور حکم صادر فرمایا کہ بیرون ممالک جا کر تبلیغ اسلام کریں۔ حضرت امام الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے اس حکم کو سن کر مولانا عبد العلیم میر ٹھی نے اپنی زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف کر دی اور تادم مرگ تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ آپ نے تقریباً ۳۵ ممالک کے تبلیغی دورے کئے اور ۲۰ ہزار لوگ آپ سے متاثر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔ سائنسدان، فلاسفر، سیاستدان اور بت پرستوں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام کو اپنا دین و مذہب بنایا۔ مولانا میر ٹھی جس ملک میں جاتے وہاں کی مقامی زبان سیکھ لیتے اور اسی میں تقاریر بھی کرتے اسی طرح جس مجمعے میں بیٹھتے ان سے انہی کی زبان میں بات کرتے عربی، انگریزی اور فارسی اس قدر روانی سے بولتے تھے کہ خود اہل زبان بھی حیران ہو جاتے تھے آپ نے تبلیغ دین کی غرض سے مختلف ممالک کے تبلیغی دورے کئے۔ علامہ میر ٹھی نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ صرف غیر مسلموں تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ اسی کے ساتھ امُت مسلمہ کی بھی خیر خواہی کی۔ آپ جس ملک تشریف لے جاتے وہاں کہیں مساجد و مدارس، تو کہیں لائبریریاں اور یونیورسٹی، یتیم خانے و شفاخانے تعمیر کرواتے تھے مولانا میر ٹھی کی تعمیر کردہ عمارات میں جاپان کی مسجد ناگریا، کولمبو کی حنفی جامع مسجد، سنگاپور کی سلطان مسجد اور دارالعلوم اور ملایا میں]عربی یونیورسٹی محمد ابراہیم الساگوف کے تعاون و مدد سے تعمیر کروائی، مسجد نائیجیریا، اسلامک سروس سینٹر ڈربن، نیشنل ہائی اسکول پونا اور ہانگ کانگ میں یتیم خانہ مشہور ہیں۔ اور اسی طرح رسائل و جرائد میں جو آپ نے مختلف ممالک سے شائع کروائے انگریزی زبان میں ڈربن سے "ماہنامہ دی مسلم ڈائجسٹ"سنگاپور سے " ماہنامہ رئیل اسلام"ٹرینی ڈاڈ سے " ماہنامہ مسلم اینول"سیلون سے"ماہنامہ اسٹار آف اسلام" آپکی یادگار ہیں۔

آپ کی تبلیغی کاوشوں کی بدولت دنیا کی جن مشہور شخصیات نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان میں ماریشس جنوبی افریقہ کے فرانسیسی گورنر مردات، بورنیو کی شہزادی، ٹرینی ڈاڈ کی خاتون وزیر ، سیلون کے آنریبل جسٹس ایم مروائی، اور معروف سائنسدان ڈاکٹر صادق احمد، وغیرہم قابلِ ذکر ہیں۔۲۲

جشنِ نزولِ قرآن ۱۹۶۹ء کے موقع پر فلپائنی مندوب ڈاکٹر صادق احمد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ:

> **"حضرت مولانا عبد العلیم میر ٹھی نے ہزاروں لوگوں کو مشرف با اسلام کیا اور وہ (ڈاکٹر صادق احمد) خود بھی انھی کہ ہاتھ پر مسلمان ہوئے"۔۲۳**

جشن نزول قرآن کی اس پر وقار تقریب میں ڈاکٹر صادق نے مزید کہا کہ:

> **"آج ہمیں برِ صغیر پاک و ہند کے مشہور مبلغ مولانا عبد العلیم صدیقی کی طرح دین کی تبلیغ و اشاعت کرنا چاہیئے، مولانا نے فلپائن کے جزیروں میں تبلیغ اسلام کے لئے مدرسے، مساجد اور لائبریریاں تعمیر کروائیں اور ماہنامے اور ہفت روزہ رسائل و جرائد شائع کروائے، ہمیں اسلام کی جو روشنی ملی ہے انہی سے ملی ہے ان ہی کی مساعی جلیلہ سے ہم مسلمان ہو ئے"۔۲۴**

مولاناعبدالعلیم میر ٹھی نے فتنہ مرزائیت کے خلاف اہم کردار ادا کیا علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنے والد محترم کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

"میرے والد ماجد نے ابتداء سے آخر تک افریقہ، ملائیشیا، سیلون، یورپ اور امریکی سرزمین پر ہمیشہ لوگوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا۔ والد ماجد کی انگریزی زبان میں تصنیف (The Mirror) کے نام سے موجود ہے جو کہ پبلیکیشنز (ڈربن، جنوبی افریقہ) نے شائع کی ہے اور اردو زبان میں "مرزائی حقیقت کا اظہار" تصنیف موجود ہے عربی زبان میں مصر کی چھپی ہوئی "المراۃ" ہے انڈونیشی زبان میں "مرزائی حقیقت کا اظہار" کتاب کا ترجمہ ہوا اور اس کی اشاعت کے بعد ملائیشیا میں زبردست تحریک اٹھی یہاں تک کہ ملائیشیا میں مرزائیوں کا داخلہ تک ممنوع ہو گیا تھا"۔ ۲۵

مولاناعبدالعلیم صدیقی میر ٹھی عظیم مبلغ، بہترین خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف و ادیب بھی تھے۔ آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔

تبلیغی و تعلیمی اداروں کی تشکیل:

علامہ عبدالعلیم صدیقی نے مسلمانوں کی اصلاح و رہنمائی کے لئے تبلیغ دین کے ساتھ درج ذیل تبلیغی و تعلیمی ادارے قائم کئے۔

" (۱)	حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام	(سیلون)
(۲)	علیمیہ اسلامک مشن کالج	(ماریشس)
(۳)	دارالعلوم علیمیہ	(ماریشس)
(۴)	ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن	(گیانا)
(۵)	حنفی مسلم سرکل۔ پریسٹن	(برطانیہ)
(۶)	اسلامی مشن سرابیا	(مشرقی جاوا)
(۷)	مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن	(امریکا)
(۸)	انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ	(جنوبی افریقہ)
(۹)	آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی	(ملائشیا)
(۱۰)	سرینام مسلم ایسوسی ایشن	(جنوبی افریقہ)
(۱۱)	قادریہ اسلامک ورکرز گلڈ	(ماریشس)
(۱۲)	تنظیم بین المذاہب الاسلامیہ	(قاہرہ)
(۱۳)	تحریک بالاسلام (تبلیغی مجلس)	(قاہرہ) وغیرہم" ۲۶

حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی تمام مذاہب کے لوگوں کے مابین اخوت و بھائی چارہ کے خواہاں تھے آپ مکتب اہلِ سنّت کے نمائندے تھے آپ تبلیغ اسلام کے ساتھ دیگر مذاہب کے ماننے والوں اور ان کے پیشواؤں کو بھی لادینیت کی بڑھتی ہوئی یلغار سے آگاہ کیا کرتے تھے۔ ۱۹۴۹ء میں تمام مذاہب کے پیشواؤں کا ایک مشترکہ اجلاس سنگاپور میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس علامہ میر ٹھی کی کوششوں کا ہی نتیجہ تھا اس اجلاس میں ایک تنظیم بنام" تنظیم بین المذاہب " قائم کی گئی جس کا مقصد کمیونزم اور دہریت کے خلاف لوگوں کو ہوشیار کرنا اور ترغیب دینا تھا۔ اس اجلاس میں علامہ میر ٹھی کی خدمات کے اطراف میں

تمام مذاہب کے پیشواؤں کی جانب سے متفقہ طور پر آپ کو فضیلت مآب کے لقب سے نوازا گیا نیز آپ نے فرقہ وارانہ عصبیت سے اپنے دامن کو ہمیشہ پاک رکھا آپ آپ نے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام کی ایک تنظیم "تنظیم بین المذاہب الاسلامیہ "مصر میں قائم کی۔۲۷

مولانا عبد العلیم صدیقی میر ٹھی اپنے تبلیغی دوروں کے علاوہ معاشرہ میں موجود سماجی مسائل کا بھی بغور جائزہ لیتے تھے اور ان مسائل کو حل کرنے میں ہر ممکن اقدام کرتے تھے ۱۹۳۷ء میں نو مسلم یورپین کو دورانِ حج جو مشکلات پیش آئیں ان پر مکہ مکرمہ میں شاہ ابن سعود سے ملاقات کی اور اس مسئلے پر بحث کی۔ اسی طرح ۱۹۴۶ء میں شاہ ابن سعود سے ملاقات کی اور حجاج کرام پر عائد کردہ ٹیکس کے حوالے سے آلِ سعود سے مذاکرات کر کے اسے معاف کروایا جس کی تفصیل البیان کے نام سے عربی زبان میں شائع ہوئی جس کا ابتدائیہ اخوان المسلمین (مصر) کے بانی حسن البناء نے تحریر کیا۔۲۸

مولانا میر ٹھی نے اپنے تبلیغی دوروں اور سماجی شعبوں، اپنی تحریروں المختصر اًزندگی کے ہر شعبے میں اپنا اہم کردار ادا کیا خدمت اسلام کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور تحریک پاکستان کے ہر اوّل دستے میں شامل رہے۔ تبلیغ اسلام کی غرض سے جب بھی بیرونِ ملک سفر کو جاتے اپنے وطن ہندوستان سے ہی نہیں بلکہ بلکہ خطہ برصغیر کے حالات سے باخبر رہتے تھے اور مسلمانوں کی اپنی ذاتِ گرامی سے ہر ممکن امداد بھی کی کبھی بھی انہیں تنہا نہ چھوڑا اسی طرح آپ نے تحریک ترکِ موالات میں دیگر علماء کرام اور خلافت تحریک میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے ہمراہ ان کے شانہ بشانہ کام کیا اسی سلسلے میں ۱۹۲۲ء میں ۶ ماہ کی قید و بند تکالیف اٹھائی لیکن یہ سزا بھی مولانا میر ٹھی کے حوصلے کو کمزور نہ کر سکی آپ اپنے مقصد میں ثابت قدم رہے۔

شدھی تحریک:

شدھی تحریک کا آغاز بیسویں صدی کے تیسرے عشرے میں ہوا اس تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو مرتد بنانا اور انکا قتل کرنا تھا۔۲۹ یہ تحریک ہندوں نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے چلائی تھی ایک طرح سے ان کا مقصد مسلمانوں کو ایذا پہنچانا تھا اس تحریک کے جواب میں پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پور، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان، علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میر ٹھی، سید قطب الدین، مولانا محمد عمر نعیمی، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علامہ ابو الحسنات سید احمد قادری اور دیگر علماء کرام نے ایک تنظیم " جماعت رضائے مصطفے" کے نام سے قائم کی اور شدھی تحریک کا زور توڑنے کے لیے ہندوں کے گڑھ کرناٹک، ممبئ متھرا، احمد آباد، گجرات وغیرہ میں مراکز قائم کیے اور ہندوں کی اس متعصّبانہ تحریک کے زور اور طاقت کو توڑا۔۳۰

مولانا عبد العلیم صدیقی نے قراردادِ پاکستان جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں منعقد ہونا تھی اس سے قبل ہی مسلمانوں کو قائد اعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ کا ساتھ دینے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ؛

> **" فی زمانہ علماء کرام یورپین سیاست " اور ہندوستان کے غیر مسلموں بالخصوص ہندوں کی ڈپلومیسی نہیں سمجھ رہے اِس وقت ہندوستان میں جو آئینی جنگ ہو رہی ہے اس میں جو کانگریس اور انگریزوں کی چالبازیوں اور ڈپلومیسی سے واقف ہو گا وہی کامیاب ہو گا"۔۳۱**

قراردادِ پاکستان کی منظوری کے بعد مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی نے تحریک پاکستان میں بھی ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا۔ اندرون و بیرونِ ملک ہر جگہ قیام پاکستان کے لیے راہیں ہموار کی برِ صغیر کے مسلمانوں، علماء کرام، مشائخ عظام تمام کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ خواب غفلت کی اس چادر کو اتار پھینکیں اور متحد ہو کر مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں تاکہ مسلمانوں کے حقوق جو انگریزوں اور ہندوں کی ظالمانہ پالیسیوں کی نظر ہو چکے ہیں انہیں دوبارہ حاصل کیا جاسکے اور پوری ہمت و طاقت کے ساتھ یہ آئینی جنگ لڑی جاسکے۔

مولانا عبد العلیم میرٹھی اور آپ کے خاندان کے قائد اعظم محمد علی جناح سے اچھے مراسم تھے قائد اعظم مولانا میرٹھی کو بہت اہمیت دیتے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ قائد اعظم نے آپ کو کئی بار بطورِ خاص بیرونِ ممالک روانہ کیا اور مصر میں سفیر بننے کی پیشکش بھی کی لیکن اپنے تبلیغی مشن کی وجہ سے آپ نے قائد اعظم سے معذرت کرلی چنانچہ قائد اعظم نے آپ کو گشتی سفیر اور سفیر پاکستان کے لقب سے بھی نوازا اور قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم نے مولانا عبد العلیم صدیقی کو اسلامی ممالک میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ بھی سونپا۔ ۳۲

۱۹۴۵ء میں آپ نے فریضہ حج ادا کرنے کی نیت سے حجازِ مقدسہ کے سفر کا ارادہ کیا اور جاتے ہوئے تمام مسلمانانِ ہند کے نام ایک موثر پیغام جاری کیا کہ؛

> **"میں آخری وصیت کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں کہ جسطرح بھی ممکن ہو انتخابات جدیدہ میں تمام باہمی اختلافات کو مٹا کر آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت میں ہمہ تن سرگرم رہیں اور ابنائے وطن کے دام تزویر میں آکر اپنے شیرازے کو ہرگز منتشر نہ ہونے دیں اور ثابت کر دکھائیں کہ مسلمان متحد و متفق ہیں، تاکہ مسلمان جہاں جہاں اکثریت میں ہیں وہاں ان کی آزاد حکومت ہو، جہاں احیائے تہذیب و معاشرت و دین اور نفاذ قوانین کی پوری طاقت و قوت ان کو ہی حاصل ہو۔ اس کو خواہ پاکستان کا نام دیا جائے یا حکومت الٰہیہ کے نام سے ملقب کیا جائے"۔ ۳۳**

۱۹۴۵ء میں ہندوستان میں شدید ہنگامے و فسادات ہوئے جس میں ہندوؤں اور انگریزوں کی جانب سے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے انہیں ہر طرح کی ایذاء پہنچائی گئی اس تکلیف دہ وقت میں بھی مولانا عبد العلیم پیچھے نہ ہٹے اور ثابت قدم رہے اور آپ نے پنڈت نہرو سے ملاقات کی اور دوران ملاقات آپ نے ہندوؤں کی جانب سے مسلمانوں پر کئے جانے والے ظلم و ستم پر شدید احتجاج کیا اور بمبئی اور مدارس میں تقریریں کر کے مسلمانوں کے حوصلے بلند کئے۔

تحریکِ پاکستان میں اہلِ سنت مکتبہ فکر کے مشائخ عظام، علماء کرام خاص طور پر امام الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے خلفاء و صاحبزادگان نے موثر و نمایاں کردار ادا کیا۔ ان تمام افراد کی وفاداریاں تحریک پاکستان سے غیر مشروط رہیں۔ ۳۴ اہلسنت مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے کانگریس کی پالیسیوں کو پہلے ہی روز سے اسلام دشمن پالیسی تصور کیا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس :۔

مبلغ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی نے بھی تحریکِ پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے اپنے شب و روز ایک کر دیئے اس سلسلے میں ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں آپ نے شرکت بھی کی۔ آپ اس کانفرنس کے بنیادی رکن تھے۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے مولانا میرٹھی نے ہندوستان کے

طول وعرض کا دورہ بھی کیا آپ کی طرح اہلسنت وجماعت کے دیگر علماء کرام ومشائخ عظام نے بھی اس کانفرنس کی کامیابی ومقبولیت کے لیے موثر کردار ادا کیا اور اپنے اپنے وعظ، تقاریر وخطبات اور دیگر پروگراموں میں اس کی تشہیر بھی کی اور اس آل انڈیا سنی کانفرنس کو برصغیر کی تاریخ کی مقبول وکامیاب ترین کانفرنس کا درجہ دلایا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا پہلا اجلاس ۱۹۲۵ء میں مرادآباد میں ہوا یہ کانفرنس نہایت کامیاب رہی ہندوستان کے کونے کونے سے علماء کرام، مشائخ عظام اور دیگر لوگوں نے اس میں شرکت کی اس کامیاب ترین اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس ہر دس سال بعد منعقد کی جائے گی۔۳۵

آل انڈیا سنی کانفرنس کا دوسرا اجلاس ۱۹۳۵ء بدایونی اور تیسرا ۱۹۴۶ء بنارس میں منعقد ہوئی ان تینوں کانفرنسوں کی صدارت حضرت (امیر ملّت) مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے کی ۱۹۳۵ء میں جب دوسری آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہونے جا رہی تھی اس میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی کا نام صدارت کے لئے پیش ہوا تو آپ (مولانا حامد رضا خان بریلوی) نے اعلان فرمایا کہ:۔

"میں حضرت (امیر ملّت) مولانا نعیم الدین مراد آبادی کو کرسئ صدارت پیش کرتا ہوں میرے حمایت کرنے والوں کا ووٹ اور میرا اپنا ووٹ حضرت کے لیے ہے لہذا ہم سب کی درخواست ہے کہ آپ صدارت قبول فرمائیں ۔"۳۶

اس پر ہر طرف سے تائید کی گئی اور مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی اس کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے اور ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد بنارس میں ہوا۔ اس کانفرنس میں اہلسنت مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی اور تقریباً ۶۰ ہزار کے قریب سنی علماء کرام اور مشائخ عظام کی بھی بڑی تعداد نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس میں حضرت سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کو امیر ملّت تسلیم کیا گیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنسوں کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو اس کے تمام اجلاس مسلم لیگ کی قوت میں اضافے کا باعث بنتے اور قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں نہایت اہم اور مؤثر ثابت ہوتے تھے۔ تمام اجلاسوں کے مقابلے میں ۱۹۴۶ء بنارس کا اجلاس ایک تاریخ ساز اجلاس تھا۔ اس اجلاس نے یونینسٹ سیاسی رہنماؤں اور ساتھ ہی نیشنلسٹ علماؤں کی پاکستان دشمنی کے محاذ کو پاش پاش کیا۔ اس اجلاس میں کئی قراردادیں منظور کی گئی، ان میں سے ایک قرارداد یہ تھی کہ:

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخ اہلسنّت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا پرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو"۔۳۷

مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بنارس میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس کے دستور ومنشور بنانے والی اہم کمیٹی میں بھی شامل رہے اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا کہ تمام علماء کرام ومشائخ عظام لوگوں کو قیام پاکستان ونظریہ پاکستان سے متعلق واقفیت دلائیں اور ان کے اغراض ومقاصد سے روشناس کروائیں ۔ مولانا میرٹھی نے اس سلسلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس میں کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئی اور مولانا میرٹھی کو سب سے اہم کمیٹی " اصول پاکستان" یعنی اسلامی حکومت کا لائحہ عمل بنانے والی کمیٹی میں شامل کیا گیا اور اسی طرح ایک اور ادارہ " دارالمبلغین" بھی قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس میں

بھی مولانا میرٹھی کو شامل کیا گیا۔۳۹ ۱۹۴۶ء کی آل انڈیا سنی کانفرنس کے فوراً بعد مسلم لیگ کی جانب سے تقریباً عرب ممالک کے دورے کیئے اور ان ممالک میں آپ نے نظریہ پاکستان کی اہمیت اور قیام پاکستان کی ضرورت کو دلیرانہ انداز و فہم و فراست سے بیان کیا اور اس نظریہ کی وکالت اس قدر دانشمندی سے کی کہ وہاں کے عوام و علماء کرام قیام پاکستان کے مطالبے کی حمایت اور اسکی پشت پناہی پر راضی ہو گئے اسکے علاوہ مولانا میرٹھی نے بیرون ملک انگلینڈ اور مصر میں کانگریسی ایجنڈوں سے پاکستان کے حق میں مباحثے کیے۔۴۰

اس کامیاب دورے کے بعد ۱۹۴۶ء میں جب آپ وطن واپس تشریف لائے تو کراچی کی بندر گاہ پر مسلمانوں کے جمع غفیر نے آپ کا پر تباک استقبال کیا اور آپ کے اعزاز میں جمعیت سنیہ اور جامعہ قادریہ نے ایک عظیم الشان سنی کانفرنس کا انعقاد کیا اس کانفرنس میں صوبہ سندھ سے تعلق رکھنے والے مشہور مشائخ عظام اور علماء کرام نے شرکت کی اس کانفرنس میں مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> **"موجودہ کانگریسی حکومت کے نظام عمل اور ہمارے پاکستانی نظام عمل میں ایک ایسا فلک پیما فرق ہے کہ جس کو کسی صورت میں منظور نہیں کرسکتے۔ ہمارا پاکستانی نظام عمل ایک مافوق البشر کا لایا ہوا۔ سمجھایا ہوا اور زمانہ ہائے ماضی، حال و مستقبل کے قدرتی قوانین پر منتج ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قوانین لمحہ بہ لمحہ روز و شب ترمیم و اضافہ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں مگر اس مافوق الفطرت نبی (یعنی حضرت سیّدنا محمد مصطفی ﷺ خاتم النبین والمرسلین) کا لایا قرآنی نظامِ عمل اور قوانین حکومت کے ترمیم و تنسیخ سے مبرّا، زمانہ ہائے ماضی، حال و مستقبل پر حاوی ہے۔ اسی لئے میں مسلمانوں کے مجوزہ وطن کو "قدرتی پاکستان" کہتا ہوں، جس کی بنیادیں احکامِ قرآنی اور اِرشادات مصطفوی ﷺ پر ہوں گی۔ ہمارے علماء و مشائخ نے اپنی روحانی قوت سے خانقاہوں میں خاموش بیٹھے ہوئے "پاکستانی لشکر" کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا ہے اور وہ اب میدانِ عمل میں آچکے ہیں اور اب برصغیر کے مسلمانوں کا "قدرتی پاکستان" مقدر بن چکا ہے"۔۴۱**

مولانا عبد العلیم صدیقی نے اِس موقع پر کراچی، سندھ کے علماء و مشائخ کو دعوت دی کہ وہ سنی رضاکاروں کی تنظیم کا کام شروع کریں اور دوسروں کو بھی اسلام کے بنیادی اصولِ خمسہ پر پابندی کی دعوت دیں۔۴۲

مولانا عبد العلیم صدیقی اور دیگر علماء کرام و مشائخ عظام، بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح اور دیگر تمام احباب کی محنت رنگ لے آئی جنہوں نے تحریک پاکستان کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی اور بالآخر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مملکتِ خداداِ پاکستان معرضِ وجود میں آیا دیگر مہاجرین کی طرح مولانا عبد العلیم صدیقی نے بھی اپنے اہل و عیال کے ہمراہ میرٹھ سے کراچی (پاکستان) ہجرت فرمائی اور دو ماہ تک جیکب لائن بیرکس میں مقیم رہے اور بعد ازاں پارسیوں کی ایک خالی بلڈنگ جو صدر ٹاون کچھی میمن مسجد سے متصل تھی اُس میں کرائے کے مکان میں رہنے لگے۔

قیامِ پاکستان کے بعد پہلی نمازِ عید مرکزی عید گاہ گراونڈ (آرام باغ) میں مولانا عبد العلیم صدیقی نے پڑھائی۔ قائد اعظم محمد علی جناح، نوابزادہ لیاقت علی خان اور سندھ کے سابق گورنر میر رسول بخش تالپور سمیت کئی زعماء نے آپ کی قتدا میں ادا کی۔۴۳

سندھ کے سابق گورنر میر رسول بخش تالپور نے ایک موقع پر کہا کہ:

"مجھے زندگی میں ایک نماز میں بڑا سرور حاصل ہوا اور وہ نماز میں نے قائد اعظم کے ہمراہ مولانا عبد العلیم صدیقی کے پیچھے ادا کی تھی"۔۴۴

مولانا عبد العلیم صدیقی کو اپنے آزاد وطن پاکستان سے کس قدر انسیت و محبت تھی اسکا اندازہ آپ کی اس دُعا سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

اے غلاموں کے سر تاج عزّت رکھنے والے! اے بے پناہوں کو پناہ دینے والے سُن لے، سُن لے! ہم بے کسوں، بے بسوں کی سُن لے! ہم سیہ کاروں کے سبب اپنے دین کو بدنام نہ ہونے دے۔ دین کی عزت رکھ لے! عَلَم کو سر نگوں نہ ہونے دے۔ ہمیں قوت دے طاقت دے، حمیّت دے، غیرت دے۔ بر صغیر ہند میں چھوٹی سی آزاد خود مختار پاکستانی حکومت تو نے محض اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔ اس کی حفاظت فرما۔ اسے قوی سے قوی تر بنا اور صحیح معنی میں اسلامی دولت اسلامی سلطنت اور الٰہی مملکت بنا، جہاں تیرا قانون تیرے احکام جاری ہوں تیرے دین کا عَلَم بلند ہو اور تیرے نام کا ابدالآباد تک بول بالا رہے۔ مولیٰ! مولیٰ! اے رحم و کرم والے مولیٰ ہماری دُعا قبول کر! "۔۴۵

پاکستان کے قیام کے بعد مولانا عبد العلیم صدیقی اور آپ کی قیادت میں علماء کرام کے ایک وفد نے بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے متعلق ایک دستاویز یاداشت کے طور پر پیش کی جس پر بابائے قوم نے مولانا عبد العلیم صدیقی اور آپ کے وفد کو یقین دلایا کہ بہت جلد قومی اسمبلی میں اِسے پیش کرینگے اور اس کے منظور ہونے پر بہت جلد" انشاءاللہ" آئین اسلامی کو نافذ کر دیا جائے گا۔۴۶ لیکن زندگی نے بابائے قوم کا ساتھ نہ دیا اور یہ وعدہ وفا نہ ہو سکا۔ شدید علالت کے بعد بابائے قوم مرکزی دارالحکومت کوئٹہ میں ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئے۔

بابائے قوم کی وفات کے بعد مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی اپنے تبلیغی مشن پر دوبارہ روانہ ہوئے اور مختلف ممالک کے دورے کیئے اور ۱۹۵۴ء میں تبلیغی دورے کے بعد آپ نے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدسہ کا سفر کیا مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے مولانا میر ٹھی کو رسول اقدس ﷺ کی ذاتِ گرامی سے بے حد عقیدت و محبت تھی آپ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے خیالِ فراق سے ہی آپ علیل ہو گئے اور دل سے بس یہی دعا نکل رہی تھی۔

علیم خستہ جاں تھک گیا ہے دردِ ہجراں سے

الٰہی کب وہ دن آئے کہ مہمانِ محمد ﷺ ہو

۲۳ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ بمطابق ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو آپ نے فرمایا کہ:

"میری چارپائی باب السلام میں لے جائی جائے"

باب السلام میں روضہ اقدس کی طرف دیکھتے رہے، مولانا عبد العلیم کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے اور مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ۴۷

آپ کی نمازِ جنازہ مدینہ منورہ میں ادا کی گئی نمازِ جنازہ حضرت شیخ محمد ضیاء الدین احمد مہاجر مدنیؒ خلیفہ الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے پڑھائی آپ کی نمازِ جنازہ میں ان تمام لوگوں نے شرکت کی جو مناسک حج ادا کرنے کے بعد منورہ میں روضہ رسول کی زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ۴۸

مولانا محمد صدیق میرٹھی:

مولانا محمد صدیق میرٹھی آپ مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی کے صاحبزادوں میں سب سے بڑے ہیں۔ مولانا محمد صدیق ایک عمدہ شاعر گزرے ہیں ۱۹۴۰ء میں آپ کا وصال پانی پت ہریانہ میں ہوا اور پانی پت میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔ ۴۹

مولانا خلیل الرحمٰن صدیقی:

مولانا خلیل الرحمن صدیقی میرٹھی ایک معروف نعت گو شاعر تھے آپ مولانا عبد الحکیم صدیقی کے دوسرے بڑے صاحبزادے ہیں آپ کا وصال ۱۹۴۵ء میں میرٹھ میں ہوا اور میرٹھ ہی میں آپ کی تدفین ہوئی۔ ۵۰

جناب حمید الدین صدیقی:

جناب حمید الدین صدیقی میرٹھی بھی ایک اچھے نعت گو شاعر تھے۔ مولانا عبد الحکیم صدیقی میرٹھی کے صاحبزادوں میں آپکا تیسرا نمبر تھا آپ کی بھتیجی محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی صاحبہ کے مطابق میرٹھ شہر میں آپکا انتقال ہوا اور آپ کی تدفین بھی اسی شہر میں ہوئی لیکن حضرت علامہ محمد بشیر صدیقی کے مطابق جناب حمید الدین صدیقی کی تدفین کراچی میں ہوئی۔ ۵۱

حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی:

مولانا شاہ احمد مختار صدیقی، محرم الحرام ۱۲۹۴ھ بمطابق ۲۲ جنوری ۱۸۷۷ء کو بھارت کی ریاست اترپردیش شہر میرٹھ میں تولّد ہوئے آپ مولانا عبد الحکیم صدیقی جوش کے چوتھے بڑے صاحبزادے ہیں ابتدائی تعلیم بدستورِ قدیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی میرٹھ میں واقع مدرسہ اسلامی اندر کوٹ سے ۱۳۱۰ھ میں ۱۶ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے ۱۳۲۱ھ میں کتبِ حدیث کا درس مکہ مکرمہ میں شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکی سے سیکھا۔ ۵۲

خلافت وبیعت:۔

حضرت شاہ احمد مختار صدیقی میر ٹھی مخدوم الاولیاء حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی عرف حضرت حضرت الشرفی میاں سے بیعت تھے اور آپ کو خلافت بھی حاصل ہوئی اشرفی میاں کے خلفائے عظام کی فہرست میں آپ کا تذکرہ اسطرح قلمبند کیا گیا ہے:

> **"مولوی احمد مختار صدیقی ابن مولوی عبدالحکیم صاحب المتخلص بہ "جوش" بعطائے تاج دلق و مثالِ خلافت ۳۰ شوال ۱۳۴۳ھ (کو) مجاز و ماذون فرماگئے۔" اور حضرت امام الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں خلافت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔۵۳**

آپ نے اپنے والدِ محترم کی طرح کئی ممالک کے تبلیغی دورے کئے خاص طور پر پسماندہ ممالک کو اپنا مسکن بنایا ۱۹۱۰ء میں جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن تشریف لے گئے اور وہاں سے اخبار "الاسلام" گجراتی زبان میں جاری کیا اس میں آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے گاندھی کے خلاف مضامین لکھے اور مسلمانوں کو گاندھی کی چالبازیوں سے آگاہ کیا بعد ازاں ایک سال میں یہ اخبار بند فرما کر آپ اپنے آبائی وطن میرٹھ تشریف لے گئے۔۵۴

۱۹۱۷ء جنوبی افریقہ (ڈربن) میں جناب مولانا تجمل حسین جلال پوری نے اردو زبان و ادب اور شعر و شاعری کی طرف توجہ دلائی آپ کی جنوبی افریقہ (ڈربن) میں آمد سے قبل اردو شعر و شاعری کا ذوق نہ تھا سیّد عمر قادری صاحب نے بھی جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن اور ڈربن میں اردو زبان کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ان تمام حضرات کی کوششوں سے ۱۹۳۵ء میں پہلا مشاعرہ منعقد ہوا اس میں مولانا احمد مختار صدیقی اور مولانا محمد بشیر صدیقی نے اپنا اپنا کلام سنایا اور دوسرا مشاعرہ ۱۹۳۶ء میں گرے اسٹریٹ جامع مسجد ڈربن کے مدرسے کے حال میں منعقد ہوا ان محافل کا اہتمام مولانا احمد مختار صدیقی، منشی علی میاں چشتی نے کیا پہلے مشاعرہ کے منتظمین میں مسٹر احمد اسماعیل بھی شامل ہیں۔ حضرت مولانا نذیر احمد خجندی نے برادر اکبر مولانا شاہ احمد مختار صدیقی کے منظوم حالاتِ زندگی "مخدوم خجندی" میں اسطرح بیان کیا ہے۔

حصولِ فیضِ باطن کے بڑے مشتاق تھے دل سے نہ گھبراتے
مشقّت سے، نہ وہ ڈرتے تھے مشکل سے

کچھوچھا اور بریلی، جلوہ گاہِ فضلِ رحمانی
شرابِ معرفت پیتے رہے ہر ایک محفل سے۔۵۵

حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی نے بے شمار افراد کو حلقہ بگوش اسلام کیا جن میں زیادہ تر تعداد یورپین حضرات کی تھی۔ ۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں جاری تحریکِ خلافت میں آپ اور آپ کے دو چھوٹے بھائی مولانا نذیر احمد خجندی اور مولانا عبدالعلیم صدیقی نے اپنا موثر کردار ادا کیا اور ۳ لاکھ روپے کا چندہ مرکزی خلافت فنڈ میں جمع کروایا۔۵۶

مولانا شاہ احمد مختار صدیقی کی زیادہ تر تبلیغی و علمی خدمات جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن تک محدود رہیں یہاں آپ نے دارالیتامیٰ والمساکین اور اخوان الصفااور ڈربن ہی میں آپ نے لڑکیوں کے لئے مدرسہ بنات المسلمین کی بنیاد رکھی یہ تینوں ادارے آپ نے قائم کئے۔ ۱۹۳۲ء میں مولانا شاہ احمد مختار صدیقی کی بصارت جواب دے چکی تھی لیکن اس حالت میں بھی مولانا تعویزات اور خطوط ہمیشہ کی طرح اپنے ہی دستِ مبارک سے تحریر فرماتے تھے آپ کی ان خدمات کے اعتراف میں مولانا نذیر احمد خجندی نے فرمایا:

اس صورت سے ڈربن میں کیا تعلیم کا چرچا — خصوصاً عورتوں کے خوش نُما انجام کی خاطر

جب اس نکتے کو سمجھا، لے کے 'الاسلام' ہاتھوں میں — بتایا راز اہل دیں کو سب اور یہ مہم سر کی۔ ۵۷

مولانا شاہ احمد مختار صدیقی کا وصال ۶۳ سال کی عمر میں ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء کو دمّن میں ہوا اور یہیں ایک مسجد سے متصّل احاطے میں آپکی تدفین کی گئی۔ ۵۸

حضرت احمد مختار صدیقی کے وصال کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی آپ کے جانشین منتخب ہوئے مولانا نذیر احمد خجندی نے اپنی کتاب مخدومِ خجندی میں اس کا اظہار کچھ یوں کیا۔

مبارک جانشین اُن کے علیمِ علم پرہیں
کیا روشن جنھوں نے سلسلے کو خوب پھیلا کر
خوشا پیرِ طریقت، احمدِ مختار صدیق
امینِ رازِ وحدت، احمدِ مختار صدیقی۔ ۵۹

حضرت مولانا محمد بشیر احمد صدیقی:

حضرت مولانا محمد بشیر احمد صدیقی آپ کا تاریخی نام "غلام مصطفی" تھا ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۸۸۳ء میں مولانا عبدالحکیم صدیقی کے یہاں پیدا ہوئے۔ ۶۰ مولانا عبدالحکیم صدیقی کے صاحبزادوں میں آپ کا پانچواں نمبر تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولوی اسماعیل میرٹھی سے حاصل کی تکمیل تعلیم کے بعد درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہوگئے۔ ۶۱ آپ حضرت قطب المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی عرف اشرفی میاں سے بیعت تھے اور انہی سے خلافت بھی حاصل ہوئی۔

مولانا بشیر احمد صدیقی کے چچازاد بھائی جناب محمد اسلم سیفی اپنی کتاب "حیاتِ اسماعیل" میں لکھتے ہیں کہ:

"مولانا کے آباؤ اجداد میں سے کچھ لوگ مدینہ منورہ (عرب) سے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوتے ہوئے ریاست فرغانہ کے شہر خجند میں بس گئے یہاں آپ کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا قاضی حمید الدین صدیقی خجندی جو ظہیر الدین بابر بادشاہ کی طرف سے بڑے عہدوں پر فائز تھے ۱۵۲۵ء میں بابر بادشاہ کے ہم راہ جہاد فی سبیل اللہ کے ارادے سے ہندوستان تشریف لائے اور قصبہ لاوڑ، ضلع میرٹھ میں سکونت اختیار کی جہاں اس خاندانِ کی آٹھ پشتیں گزریں"۔ ۶۲

حضرت علامہ محمد بشیر صدیقی کی خود دستی تحریر میں حضرت منصور خجندی تک آپ کا شجرہ نسب یوں ہے:

"محمد بشیر صدّیقی بن شاہ عبدالحکیم جوش و حکیم بن شیخ پیر بخش بن شیخ غلام احمد بن مولانا محمد باقر بن مولانا محمد عاقل بن مولانا محمد شاکر بن مولانا عبدالطیف بن مولانا یوسف بن مولانا داؤد بن مولانا احمد بن مولانا قاضی صوفی حمید الدین صدیقی خجندی بن حضرت منصور خجندی"۔٦٣

مولانا محمد بشیر صدیقی کی ولادت کے وقت والد مولانا عبدالحکیم کی عمر بحساب قمری ۵۰ برس تھی ۲۲ سال تک آپ اپنے والد کے زیر سایہ رہے والد ماجد کے وصال کے بعد میرٹھ میں تقریباً ۵ سال صیغہ رجسٹری متعلقہ عدالتِ ججی کا کام کیا منصرم چونکہ ہندو تھا، اس لئے آپ کا تقرر مستقل بنیاد پر نہ ہو سکا۔۱۹۰۷ء میں آپ کے برادرِ اکبر مولانا احمد مختار صدیقی جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن میں تھے اور وہی ڈربن میں اخبار"الاسلام" اور پریس کے مالک تھے انہوں نے مولانا محمد بشیر کو اپنے پاس بلوالیا اگست ۱۹۱۰ء میں میرٹھ سے روانہ ہوئے اور برادرِ اکبر مولانا احمد مختار صدیقی کے پاس ڈربن پہنچ گئے یہاں تقریباً دو سال اپنے بھائی کے ہمراہ پریس چلایا اور آپ نے یہاں سے اُردو زبان میں ہفت روزہ "البشیر" بھی جاری کیا بعد ازاں ڈنڈی میں امامت و مدرسی کی برادرِ اکبر مولانا شاہ احمد مختار صدیقی نے مولانا محمد بشیر کو بحیثیت عالم دین بلوایا تھا اور مولانا احمد مختار نے دینی و دنیادی تعلیم کے لئے ڈربن میں مدرسہ انجمن اسلام قائم کیا اور مولانا محمد بشیر صدیقی نے اس اسکول میں بحیثیت پرنسپل اپنے فرائض انجام دیئے۔ بعد ازاں مولانا محمد بشیر صدیقی ۱۹۴۱ء میں بحیثیت مسلم میرج آفیسر مقرر ہوئے مولانا اس ملک کے پہلے مسلم میرج آفیسر تھے مولانا بشیر صدیقی نے ادبی، علمی و مذہبی سرگرمیوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔شاعری ایک طرح سے آپ کی گھٹی میں شامل تھی آپ کے خاندان کے کئی افراد مقبول و معروف شاعر گزرے ہیں شاعری آپ کے جذبات کے اظہار کا وسیلہ تھی جنوبی افریقہ کے مختلف شہروں میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں آپ نے شرکت کی اور اپنا کلام بھی پیش کیا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں بھی آپ کا مقام نمایاں تھا۔ آپ کی بھتیجی صاحبہ محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی بنت عبدالعلیم صدیقی آپ کے متعلق فرماتی ہیں کہ:

"مولانا محمد بشیر صدیقی بھی مبلغ اسلام تھے افریقہ کے کئی علاقوں میں آپ نے اشاعت اسلام کا کام کیا"۔٦٤

تحریکِ خلافت میں بھی آپ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اسکا اعتراف ڈاکٹر فریدہ احمد صاحبہ نے بذاتِ خود کچھ ان الفاظ میں کیا:

"تحریکِ خلافت میں میرے ایک اور تایا مولانا محمد بشیر صدیقی نے بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا تھا"۔٦٥

حضرت مولانا محمد بشیر صدیقی اور آپکا پورا خاندان شاعرانہ اور علمی وادبی شوق رکھتا تھا آپ کی شاعرانہ صلاحیتیں کسی تعارف کی محتاج نہ تھی مولانا محمد بشیر صدیقی کے تحریر کردہ اشعار میں سے دو اشعار ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:

یہ پیرِ ہشتاد سالہ دیکھو تمہاری محفل میں ہوا شامل
بڑھاپا اپنا چھپا رہا ہے، جوانی اپنی دکھا رہا ہے
گوشہ نشیں رہوں یہ تقاضائے عمر ہے
دل کا تقاضا ہے چلو جشن بہار میں ٦٦

مولانا محمد بشیر صدیقی نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصّہ جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن میں گزارا اور اسی شہر میں ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ء میں خالق حقیقی سے جاملے۔ ڈربن سٹی سینٹر میں حضرت شیخ احمد بادشاہ پیر القادری کے مزار کے سامنے آپکی قبر مبارک واقع ہے۔۶۷

مولانا نذیر احمد خجندی:

حضرت مولانا نذیر احمد خجندی تاریخی نام "شیخ نور الحق" ۱۳ ربیع الثّانی ۱۳۰۵ھ بمطابق ۲۸ دسمبر ۱۸۸۸ء کو بروزِ بدھ میرٹھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ۶۸ مولانا عبدالحکیم صدیقی جوش کے صاحبزادوں میں آپ کا چھٹا نمبر ہے حسب دستور قدیم چار سال چار ماہ اور دس دن کے بعد رسمِ بسمہ اللہ ہوئی سات سال کی عمر میں کلام پاک ختم کیا اور دس سال کی عمر میں اردو و فارسی کی تعلیم کی تکمیل کی فارسی کی کتابیں آپ نے اپنے والد محترم مولانا عبدالحکیم جوش سے پڑھیں۔ عمر کے گیارہویں سال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں عربی (درس نظامی) کی تعلیم مولوی احمد صاحب سے شروع کی۔ ہندوستان کے مشہور شاعر، عالم و فاضل مولانا شعیب ندرت عربی و فنِ شعر میں آپ کے سب سے پہلے ہم سبق گزرے ہیں۔ ۶۹

مولانا نذیر احمد خجندی کے کچھ آباؤ اجداد سمرقند (ترکستان) کے علاقے خجند کے رہنے والے تھے اسی لئے مولانا نے اس نسبت کو پسند کرتے ہوئے اپنے لئیے" خجندی" کا تخلص پسند فرمایا اگرچہ آپ خود خجند کے رہنے والے نہ تھے۔ ۷۰ آپ کے چچازاد بھائی جناب محمد اسلم سیفی نے اپنی کتاب "حیاتِ اسماعیل" میں قاضی حمید الدین خجندی تک آپکا شجرہ نسب اسطرح بیان کیا ہے:

> **"نذیر احمد بن شاہ عبدالحکیم جوش / حکیم بن شیخ پیر بخش بن شیخ غلام احمد بن مولانا محمد باقر بن مولانا محمد عاقل بن مولانا محمد شاکر بن مولانا عبدالطیف بن مولانا یوسف بن مولانا داؤد بن مولانا احمد بن مولانا قاضی صوفی حمید الدین صدیقی خجندی "۔۷۱**

مولانا نذیر احمد خجندی خوش الحان قاری تھے اور ایک بے مثال اور پر جوش خطیب بھی تھے آپ کے خطابات کا سامعین کے دلوں پر گہرا اثر ہوا کرتا تھا اور وہ آپ سے بے حد متاثر ہوتے تھے۔ ۷۲

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا۔

> **"تحریک خلافت کے دوران میرے والد ماجد (شاہ عبدالعلیم صدیقی) تقریباً ایک ماہ بمبئی کے قریب ایک شہر پونا کی جیل میں قید رہے ہیں اور اس خلافت تحریک میں تایا ابّا مولانا احمد مختار صدیقی، والد ماجد شاہ عبدالعلیم صدیقی اور تایا ابّا مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی تینوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی سے مولانا نذیر احمد خجندی کے تعلقات تھے خاص طور سے مولانا شوکت علی بمبئی میں رہتے تھے اور تحریکِ خلافت کا جو دفتر تھا، وہ بمبئی میں تھا، وہاں تایا ابا نذیر احمد خجندی صاحب کے ان سے بڑے خصوصی مراسم تھے"۔۷۳**

مولانا نذیر احمد خجندی کو میرٹھ میں خلافت تحریک کا ساتھ دینے کے جرم میں پہلی سزا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (میرٹھ) نے تعزیرات ہند دفعہ ۱۲۴ کے ماتحت ۳ ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی لیکن مولانا خجندی ثابت قدم رہے۔ ایک مرتبہ جیل سے رہا ہونے کے بعد مولانا خجندی نے پر جوش اور عالمانہ تقریر کی جسے سن کر سامعین بے حد متاثر ہوئے اور اِسی اجتماع میں مولانا کو "خطیب العلماء" کے خطاب سے نوازا گیا۔۷۴

مولانا خجندی نے تحریک پاکستان میں بھی گرانقدر خدمات انجام دی اور قیام پاکستان کے لیے راہیں ہموار کیں اس سلسلے میں آل انڈیا سنی کانفرنس جس کے متعدد اجلاسوں میں جلیل القدر علماء اہلسنت نے قیامِ پاکستان کے لیے بڑا نمایاں کردار ادا کیا انہیں میں حضرت مولانا نذیر احمد خجندی، مولانا شاہ احمد مختار صدیقی، مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی اور حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی بھی شامل ہیں۔

حضرت مولانا نذیر احمد خجندی کے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح سے گہرے مراسم تھے قائد اعظم محمد علی جناح اکثر مولانا عبد العلیم صدیقی اور مولانا نذیر احمد خجندی کی امامت میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے روزنامہ "اوصاف" کے انٹرویو نگار واحد عباسی اور عبد الحمید کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا:

"قائد اعظم محمد علی جناح مسلمان تھے اور بمبئی میں قیام کے دوران میرے تایا ابّا نذیر احمد صدیقی کی امامت میں نمازِ عید ادا کرتے تھے۔ قائد کی اہلیہ کو بھی مولانا نذیر احمد صدیقی نے مشرف بہ اسلام کیا"۔۷۵

رتّی پیٹ ایک پارسی خاتون تھیں اور قائد اعظم سے عقدِ نکاح سے پہلے رتّی بائی نے حضرت مولانا نذیر احمد خجندی کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا تھا رتّی بائی کا اسلامی نام " مریم بائی" رکھا گیا۔۷۶ لیکن تاریخ میں انہیں رتّی بائی اور رتن بائی کے ناموں سے پہچانا جاتا ہے اور قائد اعظم سے نکاح کے بعد رتی جناح کے نام سے زیادہ شہرت پائی۔

مولانا نذیر احمد خجندی نے صحافت کے شعبے میں بھی گرانقدر خدمات انجام دی۔ آپ کی صحافتی خدمات کے حوالے سے ماہ نامہ "شاہ راہ" سے ہمیں درج ذیل معلومات فراہم ہوئی ہیں:

"اس راہ میں ۱۹۱۰ء میں آپ نے پہلا قدم بڑھایا میرٹھ میں ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۴ء تک اخبارِ "تاجر" پھر بمبئی سے ۱۹۲۴ء تک اخبارِ "شوکت" پھر ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک بمبئی سے ہی اخبارِ "غالب" اور اخبار " غیبی گولہ" اور ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۱ء تک روزنامہ "نادر" بمبئی اور ۱۹۳۶ء میں "شاہ راہ" کو آپ کی سر پرستی کا شرف حاصل ہے۔۷۷

مولانا نذیر احمد خجندی نے درسِ نظامی کی تعلیم کی تکمیل کے بعد طب کا مطالعہ بھی کیا اور بمبئی میں کچھ عرصہ بطور طبیب بھی خدمات انجام دیں آپ فنِ طب میں مہارت رکھتے تھے اور مختلف امراض کی ادویات بھی تیار کی مولانا نے ڈاکٹری علاج (Allopathy) کے مقابلے میں طب یونانی کو فوقیت دی۔

مولانا خجندی نے انتقال سے ڈیڑھ یا دو سال قبل حج ادا کرنے کی نیت سے حجاز مقدسہ کا سفر کیا اور وہیں بعد شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں آپ کی تدفین ہوئی۔۷۸

حواشی وحوالاجات

۱۔ضیائی،عبدالمصطفٰی محمد عارف قادری،ہوالقادر سیدی ضیاءالدین احمد القادری،جلد دوم،حزب القادریہ،لاہور ص ۵۱۲۔

۲۔میرٹھی،نور احمد،شخصیاتِ میرٹھ،ادارہ فکر نو کراچی،۲۰۰۳ء،ص ۱۳۔

۳۔صدیقی،ڈاکٹر فریدہ احمد،عظیم مبلغ اسلام(تذکرہ خانوادہ علیمیہ)،خواتین اسلامک مشن کراچی،۲۰۰۳ء،ص ۵۵۔

۴۔نورانی،ندیم احمد،علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی،۱۴۳۸ھ،بزمِ چشتیہ صابریہ،دارالعلوم نعیمیہ کراچی،۲۰۱۷،ص ۵۷۔

۵۔صدیقی،ڈاکٹر فریدہ احمد،عظیم مبلغ اسلام(تذکرہ خانوادہ علیمیہ)،محولہ بالا،ص ۵۵۔

۶۔العابدین،صاحبزادہ سید محمد زین،انوار علمائے اہلسنّت سندھ،زاویہ پبلیشرز لاہور،ص ۳۳۱۔

۷۔کشمیری،مولانا محمد مقبول الرحمٰن،علامہ شاہ احمد نورانی اور عالم اسلام،بزمِ چشتیہ صابریہ،دارالعلوم نعیمیہ کراچی،۲۰۱۶،ص ۱۹۔

۸۔نورانی،ندیم احمد،علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی،۱۴۳۸ھ،محولہ بالا،ص ۶۲-۶۶،۶۴

۹۔صدیقی،ڈاکٹر فریدہ احمد،عظیم مبلغ اسلام(تذکرہ خانوادہ علیمیہ)،محولہ بالا،ص ۵۵۔

۱۰۔نورانی،ندیم احمد،محولا بالا،بحوالہ تذکرہ خانوادہ علیمیہ،ص ۴۱۔

۱۱۔میرٹھی،نور احمد،تذکرہ شعرائے میرٹھ،ادارہ فکرِ نو،کراچی،جنوری ۲۰۰۳،ص ۱۷۹-۱۷۸

۱۲۔رانا،خلیل احمد،مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری ورلڈ اسلامک مشن کراچی،۱۹۹۴،ص ۱۳۔

۱۳۔صدیقی،ڈاکٹر فریدہ احمد،عظیم مبلغ اسلام(تذکرہ خانوادہ علیمیہ)،محولا بالا،ص ۵۸ تا ۵۵۔

۱۴۔رانا،خلیل احمد،محولا بالا،ص ۱۳۔

۱۵۔صدیقی،پروفیسر محمد احمد،عظیم مبلغ اسلام،خواتین اسلامک مشن کراچی،۲۰۰۳ء،ص ۶۵۔

۱۶۔بدایونی،مولانا عبدالحامد قادری،عظیم مبلغ اسلام،کراچی خواتین اسلامک مشن،۲۰۰۳ء ص ۶۹۔

۱۷۔رانا،خلیل احمد،محولا بالا،ص ۱۴ تا ۱۵۔

۱۸۔امام احمد رضا،الاستمد،ص ۹۷۔

۱۹۔رضوی،مولانا ایوب علی،مدائح اعلیٰ حضرت،انجمن ارشاد المسلمین،لاہور،۱۹۸۲ء،ص ۳۱ تا ۳۰۔

۲۰۔ماہنامہ احوال،کراچی،اکتوبر ۲۰۱۳،ص ۱۴۔

۲۱۔ایضاً۔

۲۲۔ذکرِ حبیب حصّہ اوّل،مطبوعہ المرکز الاسلامی بی بلاک شمالی ناظم آباد کراچی،ص ۷۔

۲۳۔رانا،خلیل احمد،محولا بالا،ص ۸۔

۲۴۔ماہنامہ نورِ حرم کراچی،مارچ تا اپریل،۲۰۰۲ء،ص ۱۴۔

۲۵۔انٹرویو مولانا شاہ احمد نورانی،ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی شمارہ اگست،ستمبر ۱۹۷۲،ص ۱۰۸۔

۲۶۔ڈیروی،علامہ جلال الدین،مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی جدوجہد اور اس کے اثرات کا مطالعہ،مکتبہ نعیمیہ کراچی،ص ۴۱ تا ۴۰۔

۲۷۔قادری،محمد عبدالحکیم شرف،تذکرہ اکابر اہلِ سنّت(پاکستان)،شبیر برادرز پبلیشرز لاہور،ص ۲۳۹۔

۲۸۔نورانی،مولانا محمد امین،عہد واں کی ایک عبقری شخصیت،بزمِ انوار القرآن کراچی،۲۰۰۴،ص ۱۷۔

۲۹۔قصوری،محمد صادق،و،خان،مفتی محمد عبدالقیوم،امیر ملتؒ اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس،دارالعلوم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن رجسٹرڈ،مئی ۱۹۹۱ء،ص ۳۔

۳۰۔ کامل، قاضی عبد المصطفیٰ، حضرت سفیر الاسلام نمبر، انٹرنیشنل غوثیہ فورم سہ ماہی انوارِ رضا، ۲۰۱۱ء، ص ۳۰۸ تا ۳۰۹۔

۳۱۔ روزنامہ "خلافت" بمبئی، ۲۴ فروری ۱۹۴۰ء۔

۳۲۔ نورانی، مولانا محمد امین، محولا بالا، ص ۱۸۔

۳۳۔ اخبار دبدبہ سکندری، رام پور، ۱۵' اکتوبر ۱۹۴۵ء۔

۳۴۔ قادری، محمد جلال الدین، حضرت سفیر اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی نمبر، انٹرنیشنل غوثیہ فورم سہ ماہی انوارِ رضا، ۲۰۱۱ء، ص ۳۱۳۔

۳۵۔ قصوری، محمد صادق، و، خان، مفتی محمد عبد القیوم، محولا بالا، ص ۴۹۔

۳۶۔ ایضاً، ص ۸۰۔

۳۷۔ کچھوچھوی، سید محمد محدث، رئیس المتکلمین: خطبہ صدارت، اہلسنت برقی پریس مرادآباد، ص ۲۹۔

۳۸۔ قادری، ڈاکٹر محمد یونس، حضرت سفیر اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی نمبر، انٹرنیشنل غوثیہ فورم سہ ماہی انوارِ رضا، ۲۰۱۱ء، ص ۳۳۷-۳۳۶

۳۹۔ نورانی، مولانا محمد امین، محولا بالا، ص ۱۹۔

۴۰۔ رانا، خلیل احمد، محولا بالا، ص ۴۳۔

۴۱۔ اخبار دبدبہ سکندری، رام پور، ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء۔

۴۲۔ ایضاً۔

۴۳۔ صدیقی، صاحبزادہ شاہ اویس نورانی،، حضرت سفیر اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی نمبر، انٹرنیشنل غوثیہ فورم سہ ماہی انوارِ رضا، ۲۰۱۱ء، ص ۳۲۔

۴۴۔ ہفت روزہ افق کراچی ۱۹ تا ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء، ص ۶۔

۴۵۔ قصوری، محمد صادق، اکابر تحریکِ پاکستان، فضل نور اکیڈمی چک سادہ شریف گجرات، ۱۹۷۰ء، ص ۱۹۹-۱۹۸۔

۴۶۔ قادری، ڈاکٹر محمد یونس، حضرت سفیر اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی نمبر، انٹرنیشنل غوثیہ فورم سہ ماہی انوارِ رضا، ۲۰۱۱ء، ص ۳۴۱-۳۴۲۔

۴۷۔ نورانی، مولانا محمد امین، محولا بالا، ص ۲۲۔

۴۸۔ رانا، خلیل احمد، محولا بالا، ص ۶۳۔

۴۹۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص ۱۸۴۔

۵۰۔ ایضاً، ص ۱۸۵۔

۵۱۔ ایضاً، ص ۱۸۸۔

۵۲۔ صدیقی، ڈاکٹر فریدہ احمد، محولا بالا، ص ۵۶۔

۵۳۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص ۱۹۱-۱۹۰۔

۵۴۔ نورانی، ندیم احمد، جب جب تذکرہ خجندی ہوا، بزمِ چشتیہ صابریہ، دارالعلوم نعیمیہ کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۰۰۔

۵۵۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص ۱۹۳-۱۹۱۔

۵۶۔ قادری، مولانا محمود احمد، تذکرہ علمائے اہلِ سنّت، ص ۳۲۔

۵۷۔ نورانی، ندیم احمد، جب جب تذکرہ خجندی ہوا، بزمِ چشتیہ صابریہ، دارالعلوم نعیمیہ کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۰۳-۲۰۱۔

۵۸۔ صابری، امداد، تذکرہ شعراء حجاز، مکتبہ شاہراہ اردو بازار، دہلی، اگست ۱۹۷۰ء، ص ۳۸۷

۵۹۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص ۱۹۹۔

۶۰۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص ۸۰۔

۶۱۔ نورانی، ندیم احمد، جب جب تذکرہ خجندی ہوا، محولا بالا، ص ۲۰۴۔

۶۲۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص، ۶۰، نیز تذکرہ شعراء حجاز، ص ۳۸۴۔

۶۳۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص، ۵۸۔

۶۴۔ صدیقی، ڈاکٹر فریدہ احمد، عظیم مبلغ اسلام (تذکرہ خانوادہ علیمیہ)، ص ۵۷۔

۶۵۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص ۸۴۔

۶۶۔ صابری، امداد، جنوبی افریقہ کے اردو شاعر، نعمانی پرنٹنگ پریس دہلی، ۱۹۷۸، ص ۲۳۵۔

۶۷۔ نورانی، ندیم احمد، علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی، ۱۴۳۸ھ، محولا بالا، ص ۱۳۷-۱۳۶

۶۸۔ https://www.ziaetaiba.com/ur/scholar/hazrat-allama-molana-nazeer-ahmed-siddiqi-khujandi

۶۹۔ نورانی، ندیم احمد، جب جب تذکرہ خجندی ہوا، محولا بالا، ص ۲۴۔

۷۰۔ ایضاً، ص ۱۶۔

۷۱۔ ایضاً، ص ۲۱۔

۷۲۔ صابری، امداد، تذکرہ شعراء حجاز، محولا بالا، ص ۴۰۹۔

۷۳۔ مولانا نورانی سے ایک انٹرویو، ۲۱ اکتوبر، ۱۹۹۶، ویڈیو کیسٹ۔

۷۴۔ صابری، امداد، تذکرہ شعراء حجاز، محولا بالا، ص ۳۸۹۔

۷۵۔ کشمیری، محمد مقبول الرحمٰن، آئین جواں مرداں، گوشۂ نور کراچی، ۲۰۱۳، ص ۱۸۱۔

۷۶۔ https://oup.com.pk/academic-generalbooks/history-pakistan-studies/mr-and-mrs-jinna.html

۷۷۔ نورانی، ندیم احمد، جب جب تذکرہ خجندی ہوا، محولا بالا، ص ۴۳۔

۷۸۔ نورانی، ندیم احمد، جب جب تذکرہ خجندی ہوا، محولا بالا، ص ۱۹۰ تا ۱۹۲۔